AUSTRALIAN JOURNAL OF HUMANITIES AND ISLAMIC STUDIES RESEARCH (AJHISR)
Vol.2, Issue 2, Jul-16 to Dec-16

URDU - ISTIKHARA IN THE LIGHT OF PROPHETIC TRADITIONS

استخارہ احادیث نبوی ﷺ کی روشنی میں - URDU

Dr. Zain ul Abideen Sodhar
University of Sindh, Jamshoro, Pakistan

Dr. Abdul Ghani Sheikh
University of Sindh, Jamshoro, Pakistan

Nazar Hussain Chandio
University of Sindh, Jamshoro, Pakistan

ABSTRACT:

Istikharah prayer is a two-rakah non-obligatory prayer. When confused about certain decision or when trying to make a better choice between the available halal or permissible alternatives, one can perform Istikhara with an intention to seek inspiration and guidance from God about the better solution. In this case, the Muslim should pray to Allah the Almighty to guide him to whatever He sees fit for him and make his heart satisfied with the decision. After praying Istikharah, one should decide on a course of action, and trust that if the matter does not work out, it is because it was not good for him. One should not then feel disappointed if things did not go as hoped. It is to be remembered that Istikharah is only prescribed for matters deemed permissible by the Shari`ah and not for any issue that plainly opposes the divine laws. Quran and Hadith have given permission for this practice and we see traditions of prophet Muhammad ﷺ indicating its permissibility. The Muslims have faith that Allah is seeking their act and listening to them, irrespective of the language in which they call Him. He is all-knower and the wise. Allah SWT commands in Surah al-Baqarah to request Him for anything as He is the Greatest Giver. In this article, we have collected various nusoos from the Quran and Sunnah dealing with the matters related to Istikhara.

اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو رحمتہ اللعالمین بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ انسانیت کے لیے عموماً اور اپنی امت کے لیے خصوصاً بڑے شفیق تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کا تعارف کراتے ہوئے بتایا کہ آپ ﷺ اہل ایمان کے لیے سراپا شفقت اور مجسم رحمت ہیں۔

بالمؤمنين رؤف الرحيم۔ (١)

امت پر اسی بے پناہ شفقت کی بناء پر حضور ﷺ نے اہل ایمان کو استخارے کی تعلیم دی ہے تاکہ وہ اپنے امور میں اصلاح و فلاح سے فیض یاب ہوں اور اس بابرکت عمل سے استفادہ کر سکیں اور یہ کہ تمام حالات میں ان کا تعلق اللہ تعالیٰ کے ساتھ وابستہ رہے، جو احادیث اس بارے میں وارد ہوئی ہیں وہ یہ ہیں:

۱۔ **حدیث جابرؓ:** عن جابر بن عبداللہؓ قال: کان النبی ﷺ یعلمنا الاستخارۃ فی الامور کلھا کا لسورۃ القرآن یقول: اذا ھمّ احد کم بالامر فلیر کع رکعتین من غیر الفریضۃ تم یقول:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاریؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ کے رسول ﷺ ہمیں تمام معاملات میں استخارہ اسی طرح سکھایا کرتے تھے جس طرح قرآن پاک کی سورت کی تعلیم دیتے تھے۔ آپ ﷺ فرمایا کرتے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا ارادہ کرے تو اسے دو رکعت نفل نماز ادا کرنی چاہئے، پھر یہ دعا مانگنی چاہئے:

اللّٰھم انی استخیرک بعلمک، واستقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم، فانک تقدر ولا اقدر، و تعلم ولا اعلم، وانت علام الغیوب، اللّٰھم ان کنت تعلم ان ھذا الامر خیر لی فی دینی و معاشی و عاقبۃ امری، او قال: فی عاجل امری واجلہ، فاقدرہ لی ویسرہ لی ثم بارک لی فیہ، وان کنت تعلم ان ھذا الامر شر لی فی دینی و معاشی و عاقبۃ امری۔ او قال: فی عاجل امری و آجلہ، فاصرفہ عنی، و اصرفنی عنہ، و اقدرلی لی الخیر حیث کان ثم رضنی بہ قال: ویسمی حاجۃ۔ (۲)

اے اللہ بے شک میں تیرے علم کے ذریعے تجھ سے طلب خیر کرتا ہوں، تیری ہی قدرت کے ذریعے قدرت طلب کرتا ہوں اور تیرے عظیم فضل میں سے کچھ فضل و کرم کا تجھ سے سوال کرتا ہوں اس لیے کہ تُو، تو بے شک (ہر کام کی) قدرت رکھتا ہے (جبکہ) میں (کسی کام کی از خود) قدرت رکھتا۔ تُو تو (سب کچھ) جانتا ہے اور میں (کچھ بھی) نہیں جانتا اور تُو ہی غیب کی تمام باتوں کو خوب اچھی طرح جاننے والا ہے۔ اے اللہ اگر تیرے علم میں یہ کام میرے حق میں، میرے دین، میری دنیاوی زندگی اور میرے انجام کار کے اعتبار سے یا فرمایا کہ میری دنیوی اور اخروی زندگی کے لحاظ سے میرے حق میں بہتر ہے تو، تُو اس کو میرے لیے مقدر فرمادے، اسے میرے لیے آسان کر دے اور پھر اس میں میرے لیے برکت ڈال دے۔ اور اگر تُو جانتا ہے کہ یہ کام میرے لیے دین و دنیا اور انجام کے لحاظ سے یا فرمایا میری دنیوی اور اخروی زندگی کے اعتبار سے میرے حق میں برا ہے تو، تُو اس کام کو مجھ سے پھیر دے اور مجھے اس سے پھیر دے اور جہاں (جس وقت اور جس کام میں) میرے لیے خیر ہو، وہ میرے لیے مقدر کر دے اور پھر مجھے اس کام کے ساتھ راضی بھی رکھ (راوی کہتے ہیں کہ) اور اپنی ضرورت بیان کرے۔

۲۔ **حدیث ابن مسعودؓ:** عن عبداللہ بن مسعودؓ: عن النبی ﷺ انہ کان اذا استخار اللہ عزوجل فی الامر یریدان یصنعہ یقول۔

حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ جب کسی کام کے کرنے کا ارادہ فرماتے تو یہ دعا کرتے: اللّٰھم انی استخیرک بعلمک، واستقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم، فانک تقدر ولا اقدر، و تعلم ولا اعلم، وانت علام الغیوب، اللّٰھم ان کان خیراً لی فی دینی و خیراً لی فی معیشتی و خیراً فیما یبتغی فیہ الخیر، فخرلی فی عاقبتہ ویسرلی، ثم بارک لی فیہ، و ان کان غیر ذلک خیراً فاقض لی الخیر حیث کان و رضنی بقضائک۔ (۳)

۳۔ حدیث ابی سعید الخدریؓ: قال: سمعت رسول اللہ ﷺ یقول: اذا ارادا احدکم امرً افلیقل۔

حضرت ابو سعید خدریؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم میں سے کوئی کسی امر کا ارادہ کرے تو یہ دعا مانگے: اللّٰھم انی استخیرک بعلمک، واستقدرک بقدرتک واسئلک من فضلک العظیم، فانک تقدر ولا اقدر، و تعلم ولا اعلم، وانت علام الغیوب، اللّٰھم ان کان کذاو کذا فی الذی یرید خیراً لی فی دینی و معیشتی و خیراً فیما یبتغی فیہ الخیر، فخرلی فی عاقبتہ امری، والا فاصرفہ عنی، واصرفنی عنہ، ثم قدرلی الخیر اینما کان، ولاحول ولا قوۃ الا باللہ۔(۴)

۴۔ حدیث ابن عباس و ابن عمرؓ: قال: کان رسول اللہ ﷺ یعلمنا الاستخارۃ کما یعلمنا السورۃ من القرآن۔

حضرت ابن عباسؓ اور حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول ﷺ ہمیں استخارہ کی تعلیم ایسے دیتے تھے جیسے کہ قرآن کی سورۃ کی تعلیم دیتے۔ ''اللّٰھم انی استخیرک ''الحدیث القولہ'' علام الغیوب''۔ (۵)

۵۔ حدیث ابی ہریرۃؓ: قال: قال رسول اللہ ﷺ اذا اراد احدکم امراً فلیقل۔

حضرت ابو ہریرۃؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے جب تم سے کوئی کسی امر کا ارادہ کرے تو یہ دعا مانگے۔

''اللّٰھم انی استخیرک'' فذکرہ ولم یقل: ''العظیم'' و فی آخرہ 'ورضنی بقدرک''۔ (۶)

۶۔ حدیث ابی ایوب الانصاریؓ: ان رسول اللہ ﷺ قال لہ اکتم الخطبۃ ثم توضا فاحسن وضوءک وصل ماکتب اللہ لک ثم احمد ربک و مجدہ ثم قل۔

حضرت ابو ایوب انصاریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ پیغام نکاح کو پوشیدہ رکھو پر اچھی طرح وضو کرو جو تمہیں طاقت ہو نماز پڑھو، اسکی حمد بیان کرو، اس کی بزرگی بیان کرو اور یہ دعا پڑھو:

اللّٰھم انک تقدر ولا اقدر، و تعلم ولا اعلم، وانت علام الغیوب فان رایت فی فلانۃ۔ تسمّیھا۔ خیراً فی دینی و دنیاوی و آخرتی، فاقدر ھالی، وان کان غیر ھا احب الیّ منھا فی دینی وی دنیاوی و آخرتی فاقض لی بھا اوقل: فاقدر ھالی۔ (۷)

۷۔ حدیث عبداللہ بن ابی سلمۃؓ: ان رسول اللہ ﷺ کان یعلم اصحابہ الااستخارۃ کما یعلمھم القرآن، یقول: اذا ارادا حدکم الشئی فلیقل۔

حضرت عبداللہ بن ابی سلمہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کو استخارہ کی تعلیم ایسے دیتے تھے جیسے انہیں قرآن کی تعلیم دیتے۔ ارشاد فرماتے جب تم میں سے کوئی کسی امر کا ارادہ کرے تو یہ دعا مانگے:

اللّٰھم انی استخیرک........ و ذکر بنحو حدیث جابرؓ۔ (۸)

اسی طرح احادیث میں استخارہ کا ذکر بغیر نماز اور دعا کے بھی آیا ہے اور وہ یہ ہیں۔

۸۔ **حدیث سعد بن ابی وقاصؓ:** قال:قال رسول اللہ ﷺ : من سعادۃ ابن آدم استخارتہ اللہ تعالیٰ، و من سعادۃ ابن آدم رضاہ بما قضاءاللہ، و من شقاوۃ ابن آدم ترکہ استخارۃ اللہ، و من شقاوۃ ابن آدم سخطہ بما قضی اللہ عزوجل:

حضرت سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ابن آدم کی نیک بختی میں سے ہے اسکا اللہ تعالی سے استخارہ کرنا اور ابن آدم کی نیک بختی میں سے ہے کہ اللہ تعالی نے جو فیصلہ کیا اس پر راضی رہے اور ابن آدم کی بد بختی میں سے ہے اسکا اللہ تعالی سے استخارہ کو چھوڑ دینا اور ابن آدم کی بد بختی میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے جو فیصلہ کیا ہے اس پر ناراض رہے۔

۹۔ **حدیث ابی بکر الصدیقؓ:** ان النبی ﷺ کان اذا اراد امراً قال: اللّٰہم: خرلی و اخترلی (۱۰)

حضرت ابو بکر صدیقؓ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ جب کسی امر کا ارادہ فرماتے تو یہ کہتے: اے اللہ اسے پسند فرما اور اختیار فرما۔

۱۰۔ **حدیث انس بن مالکؓ:** قال: قال رسول اللہ ﷺ ما خاب من استخار، ولاندم من استضار ولا عال من اقتصد۔ (۱۱)

حضرت انس بن مالکؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے استخارہ کیا وہ ناکام نہیں ہوا اور جس نے مشورہ کیا وہ نادم نہیں ہوگا اور جس نے میانہ روی اختیار کی وہ بھوکا نہیں ہوگا۔

احادیث استخارہ سے مستنبط ہونے والے فوائد

استخارہ والی احادیث اور دعائیں بہت سے عام فوائد پر مشتمل ہیں۔ ان میں سے چند یہ ہیں:

۱۔ صلواۃ استخارہ کا مشروع ہونا اور اس کے بعد دعا کا ہونا اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے۔

۲۔ نبی ﷺ کا اپنی امت کے لیے استخارہ کا اہتمام کرنا، ان پر شفقت کرنے اور ان کو دین و دنیا اور آخرت کی اچھائیوں کی طرف رہنمائی کرنے کے لیے ہے۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

فی الحدیث شفقۃ النبی ﷺ علی امتہ و تعلیمھم جمعیہ ماینفعھم فی دینھم و دنیا ہم (۱۲)

حدیث استخارہ میں حضور ﷺ کی اپنی امت پر شفقت کا اظہار ہے اور اس میں انہیں اپنے دین و دنیا کے سارے امور میں فائدہ پہنچانے والی چیزوں کی تعلیم ہے۔

۳۔ حدیث میں راوی کا یہ قول: کان رسول اللہ الامور کلھا: ﷺ یعلمنا الاستخارۃ فی عام ہے اور تمام امور پر مشتمل ہے جیسا کہ علامہ عینی فرماتے ہیں۔

قولہ فی الامور کلھا ای فی دقیق الامور و جلیھا لا نہ یحب المومن ردالامور کلھا الی اللہ عزوجل والتبرو من الحول والقوۃ الیہ (۱۳)

ان کے قول فی الامور کلھا کا مطلب یہ ہے کہ چھوٹے بڑے سارے معاملوں میں کیونکہ بے شک مومن اپنے سارے معاملات اللہ تعالٰی کی طرف لوٹادینا پسند کرتا ہے اور اسکی جانب میں اپنی طاقت اور قوت سے اظہار بیزاری کرتا ہے۔

یہاں امور سے مراد ہے امور مباح یعنی جائز امور میں استخارہ، کیونکہ واجب اور مستحب کے کرنے کے لیے استخارہ نہیں کیا جاتا اور اسی طرح حرام اور مکروہ امور کے چھوڑنے میں بھی استخارہ نہیں ہوتا۔ ہاں اگر مستحب امور میں دو امر متعارض ہو جائیں تو جس سے ابتداء کرے جائز ہے۔

جہاں تک حدیث کے عموم کا تعلق ہے تو یہ عظیم امور کو بھی شامل ہے اور حقیر امور کو بھی، کیونکہ بہت سے حقیر امور ایسے ہیں کہ ان پر ایک عظیم بات مرتب ہو جاتی ہے۔ اس لیے آدمی کو چاہئے کہ وہ کسی امر کو اس کے حقیر ہونے کی وجہ سے حقیر نہ سمجھے کہ پھر اس کے اندر استخارہ چھوڑ دے۔ کیونکہ حقیر امور کے بارے میں استخارہ چھوڑی سے عظیم ضرر ہو سکتا ہے۔ اس لیے حضور ﷺ نے فرمایا:

لیسئال احدکم ربه حتی فی شسع نعله (۱۴)

چاہئے کہ تم میں سے ہر شخص اپنے رب سے سوال کرے یہاں تک کہ اپنے جوتے کے تسمے کے لیے بھی۔

قولہ: کما یعلمنا السورۃ من القرآن:

اس سے استخارہ کی اہمیت پر تنبیہہ کی گئی ہے اور اس کی تاکید کی گئی ہے اور اس بات کی کہ یہ ایک پسندیدہ عمل ہے۔

علامہ عینیؒ فرماتے ہیں:فیہ دلیل علی الاهتمام بامرالاستخارۃ و انہ متاکد مرغب فیه(۱۵)

اس میں استخارہ کے اہتمام کی طرف دلیل ہے اور اس میں استخارہ کی تاکید سمجھی جاتی ہے کہ وہ پسندیدہ عمل ہے۔ اسی طرح ملا علی قاری، شوکانی اور مبارکپوری وغیرہ نے بیان کیا ہے۔(۱۶)

اس حدیث میں استخارہ کی تعلیم کو قرآن کی تعلیم سے تشبیہ دی گئی ہے اور یہ بات شدت اہتمام اور کمال توجہ کو واضح کرتی ہے۔ علامہ ابن حجر فرماتے ہیں:

فیه اشارۃ الی الاعتناءالتام بهذا الدعاءو هذه الصلاۃ لجعلهما تلوین للفریضة والقرآن۔ (۱۷)

اس میں اس دعا کی طرف اور اس نماز کی طرف مکمل توجہ کرنے کا اشارہ پایا جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے ان دونوں فریضہ اور قرآن کا رنگ دے دیا۔

تشبیہ کی وجہ ان تمام باتوں میں احتیاج کا ہونا ہے۔ جیسا کہ قرآن کی سورۃ سیکھنے میں احتیاج ہے، ویسے یہاں استخارہ کے سیکھنے میں بھی احتیاج ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ اس سے مراد یہ ہو کہ جیسے حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ کی حدیث میں آ چکا ہے تشہد کے بارے میں کہ یہ تشبیہ بھی ایسی ہو۔

علمنی رسول الله ﷺ وكفّی بين كفّيہ۔ التشہد كما يعلمنی السورة من القرآن۔ (۱۸)

رسول اللہ ﷺ نے مجھے تشہد کی تعلیم دی۔ میرا ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا۔ جیسا کہ آپ ﷺ نے مجھے قرآن کی سورۃ کی تعلیم دی اور اس سے ایک روایت یہ بھی ہے: اخذت التشد من فَيّ رسول الله ولقّنيها كلمة كلمة۔ (۱۹)

میں نے رسول اللہ ﷺ کے منہ مبارک سے لیا یعنی سنا اور آپ ﷺ نے مجھے اس کی تلقین کی ایک ایک کلمہ کر کے۔

امام ابن ابی جمرہ فرماتے ہیں کہ سورۃ قرآن اور استخارہ کی مشابہت کی وجوہات حسب ذیل ہو سکتی ہیں۔

۱۔ قرآن مجید کی طرح دعائے استخارہ کے حروف اور ترتیب کو محفوظ رکھا جائے اور ان میں کوئی رد و بدل نہ کیا جائے۔

۲۔ قرآن کی طرح دعائے استخارہ میں الفاظ کی کمی بیشی نہ کی جائے۔

۳۔ استخارہ کی تعلیم، عام سورت کی طرح فرض نہیں بلکہ مستحب ہے۔

۴۔ قرآن کی طرح استخارہ کو پوری پوری اہمیت دی جائے۔ اس کی برکت کو ایک حقیقت سمجھا جائے اور اس کے احترام کو ملحوظ رکھا جائے۔

۵۔ قرآن اور استخارے میں مشابہت کی وجہ یہ ہے کہ دونوں خدا کی طرف سے وحی کے ذریعے سے بنے ہیں۔

۶۔ قرآن کی طرح استخارے کو پڑھایا جائے اور اسکی محافظت کی جائے تاکہ بھول نہ جائے۔

امام ابن ابی جمرہ کا مؤقف یہ ہے کہ ان وجوہات میں سے ساری وجوہات بھی ہو سکتی ہیں اور چند ایک بھی اور اس سے زیادہ بھی۔

۵۔ قولہ ﷺ اذا ھم احدکم الامر: جب ارادہ کرے تم میں سے کوئی کسی کام کا۔

اصل میں ھَمّ کے معنی اس ارادہ کے ہیں کہ جو ابھی دل ہی میں ہو۔(۲۲)

ارادہ سے مراد نکاح کا ارادہ، سفر کا یا اسکے علاوہ کسی اور چیز کے کرنے اور چھوڑنے کا ارادہ کرنا ہے۔ حافظ عسقلانی حدیث ابن مسعودؓ کو سامنے رکھتے ہوئے جہاں ھمّ کہ جگہ ارادہ کا لفظ آیا ہے۔ ھمّ کے معنی ارادہ کرنے کے لیتے ہیں۔(۲۳)

شیخ الساعاتی کا خیال ہے کہ ھمّ سے یہاں مراد عزم ہے کیونکہ ھمّ کسی کام کے کرنے کے قصد کا آغاز ہے اور عزم کسی چیز کے حاصل کرنے کے لیے دیر تک رہنے والا قصد ہے اور ساتھ ہی اس چیز کے حصول کی رغبت بھی ہو۔ مطلب یہ ہوا کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی کام کا عظم کرے کہ جس میں وہ خیر کا پہلو نہ جانتا ہو۔(۲۵)۔ابن ابی جمرہ فرماتے ہیں:

الراد علی القب۔ علی مراتب، الھمّة ثم الخطرة ثم النیة ثم الاراده ثم العزیمة، فالثلاثة الا ولی لا یواخذ بھا بخلاف الثلالة الاخرین۔ فقولہ ''اذا ھمّ'' یشیر الی اول مایرد علی القلب، فیستخیر فیظھرلہ ببرکة الصلاة والدعاءماھوالخیر، بخلاف ماذا تمکن الامر عنده وقویت فیہ عزیمتہ وارادتہ فانہ یصیر الیہ میل و حب، فیخشی ان یخفی عنہ وجہ الا رشدیة لغلبة میلہ الیہ۔ (۲۶)

دل پر آنے والی باتیں اس کے کئی درجے ہیں۔(۱) ہمت(۲) لمت(۳) خطرہ(۴) نیت(۵) ارادہ(۶) عزیمت۔

پہلی تین پر کوئی مواخذہ نہیں ہوتا، بخلاف آخری تینون پر کہ ان پر ہوتا ہے۔ پس اس کے قول ''اذا ھمّ'' جب ارادہ کرتا ہے۔ یہ اشارہ ہے اس پہلے حال پر جو دل وارد ہوتا ہے، پس اس میں استخارہ کرتا ہے پس اس پر نماز اور دعا کی برکت سے جو بہتر بات ہے وہ ظاہر ہوتی ہے۔ خلاف اس کے کہ اس کے پختہ ہو جاتی ہے اور اس میں اس کی عزیمت مضبوط ہو جاتی ہے اور اس کی طرف میلان اور محبت ہو جاتی ہے۔ پس بوجہ اس کی میلان کے غلبہ کی صحیح بات کے پوشیدہ ہونے کا ڈر ہوتا ہے۔ابن ابی جمرہ آگے فرماتے ہیں

ویحتمل ان یکون المراد بالھم العزیمة (۲۷)

اور ھمّ سے عزیمت مراد ہونے کا احتمال ہو سکتا ہے۔

کیونکہ استخارہ تو صرف اس خیال پر کیا جا سکتا ہے کہ جس کے کر گزرنے کا عزم ہو۔

۶۔ قول ﷺ فلیرکع رکعین: پس ضرور ادا کری دو رکعتیں۔

یہ دو رکعت نماز نفل بہ نیت استخارہ پڑھنا مستحب امر ہے۔ یہ کم سے کم تعداد رکعات ہے کہ جو حصول مقصد کے لیے مطلوب ہے(۲۸)۔ کیونکہ ایک رکعت سے نماز نہیں ہوتی البتہ زیادہ رکعتیں پڑھی جا سکتی ہیں۔

۷۔ قول ﷺ من غیر الفریضة: فرض کے علاوہ میں سے، نماز نافلہ میں سے

نماز نافلہ جیسے کہ نماز تحیة المسجد یا نماز شکر الوضو ہے۔ یہ نماز استخارہ اوقات مکروہ کے علاوہ ہر وقت پڑھی جا سکتی ہے۔(۲۹)

غیر الفرائضہ کی شرط اس وضاحت کے لیے ہے کہ استخارے کی ان دو رکعتوں کو فجر کی دو رکعتوں سے الگ سمجھا جائے، اسی طرح فجر کی دو سنتوں کو دعائے استخارہ مانگ لینے سے نماز استخارہ نہیں قرار دیا جا سکتا ہے۔(۳۰)

قاضی شوکانی فرماتے ہیں کہ استخارہ کے نفل، فرض، سنت اور مخصوص نفل نمازوں مثلاً تحیۃ المسجد وغیرہ کے بعد محض دعائے استخارہ پڑھ لینے سے ادا نہیں ہوتی، لہٰذا الگ طور پر استخارے کی نیت سے یہ نفل نماز پڑھنی چاہئے۔(۳۱)

اور یہ احتمال ہو سکتا ہے کہ نماز تطوع اور نافلہ کہنے کی بجائے ''من غیر الفریضہ'' کہہ کر تعارف کرانے میں حکمت اور مصلحت یہ ہو کہ یہ نماز گو فرض نہیں تاہم اہم ضرور ہے۔

۸۔ قولہ ﷺ اللّٰھم انی استخیرک

اے اللہ میں تجھ سے ان دو امروں میں سے جو بہتر ہے طلب کرتا ہوں یا میں تجھ سے بہتر اور بہتری کو طلب کرتا ہوں۔

شیخ مبارک پوری نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ میں تجھ سے اس بات کا بیان کرتا طلب کرتا ہوں کہ کونسی چیز میرے حق میں بہتر ہے(۳۲)

قولہ ﷺ بعلمک : ساتھ تیرے علم کے

اس میں ب تعلیل کے لیے ہے یعنی تحقیق تو سب سے زیادہ جانتا ہے۔(۳۳)۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں۔بسبب تیرے علم کے اور مراد یہ ہے کہ میں تجھ سے کرنے اور چھوڑنے کے دو کاموں میں سے بہتر کام کے لیے اپنے شرح صدر کی درخواست کرتا ہوں کیونکہ تیرا علم تمام امور کی کیفیات اور ان کے کلیات و جزئیات کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔انہی صفات کا مالک ہی در حقیقت بہتر کا احاطہ کر سکتا ہے۔(۳۴)

اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہاں ب استعانت کے لیے ہو مراد یہ ہو گی کہ میں تجھ سے تیرے علم کا سہارا لے کر اور اسی کا واسطہ دے کر طلب خیر کرتا ہوں۔

قولہ ﷺ استقدرک: میں قدرت طلب کرتا ہوں تجھ سے۔

میں تجھ سے یہ طلب کرتا ہوں کہ تو مجھے اس کام کے کرنے کی قدرت دے دے اور یہ بھی احتمال ہے کہ یہ معنی ہوں کہ میں تجھ سے یہ مانگتا ہوں کہ تو میرے لیے اس کام کا کرنا مقدر کر دے یعنی مراد ہے آسان کر دے۔(۳۵)

قولہ ﷺ بقدرتک: تمہارے قدرت کے ساتھ

یعنی میں استخارہ کرتا ہوں تیری قدرت سے اس لیے کہ تو زیادہ قدرت والا ہے اور یہ احتمال بھی ہے کہ ب استعانت کی ہو یعنی میں استخارہ کرتا ہوں تیری مدد سے جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے ''بسم اللہ مجرھا و مرسٰھا''۔ (۳۶)

یعنی میں تیرے علم سے مدد حاصل کرتے ہوئے خیر طلب کرتا ہوں کیونکہ میں نہیں جانتا کہ کس چیز میں میری بہتری ہے اور طلب کرتا ہوں تجھ سے قدرت کیونکہ لاحول و لا قوت الابک۔اور یہ احتمال بھی کہ ب اسعطاف کی یعنی شفقت اور مہربانی طلب کرے کے لیے جیسے اللہ تعالیٰ کے قول "انعمت علیّ" (۳۷) میں ہے۔

یعنی اے اللہ میں تجھ سے بوجہ تیرے علم محیط اور تیری قدر کاملہ کی وجہ سے استخارہ کرتا ہوں اور یہ بھ احتمال ہے ب سببیہ ہو ای بسبب علمک یعنی تیرے علم کے سبب سے اور معنی یہ ہوں گے کہ میں تجھ سے طلب کرتا ہوں تیرے کے سبب کہ مجھے شرح صدر ہو جائے خیر الامرین یعنی ان دو امروں میں سے جو بہتر ہے۔ کیونکہ ان امور کی کیفیات، ان امور کی جزئیات اور ان امور کی کلیات سب پر تیرا علم محیط ہے کیونکہ ان امور میں سے جو بہتر امر ہے اسکا احاطہ حقیقت میں تیرے سوا کوئی نہیں کرتا جیسے اللہ سبحانہ کا قول ہے۔

و عسیٰ ان تکر ھو اشئًا و ھو شرلکم واللہ یعلم وانتم لاتعلمون (۳۸)

۹۔ قولہ ﷺ: واسالک من فضلک العظیم میں سوال کرتا ہوں تجھ سے تیرے فضل عظیم میں سے کچھ فضل کا۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں۔ ای تعیین الخیر و تبیینہ وتقدیرہ و تیسیرہ واعطاءالقدرۃ لی علیہ (۳۹)

یعنی میں تیرے فضل و کرم سے خیر کو متعین کرنے، اس کو واضح کرنے، اس کو میرے لیے مقدر کر دینے، اس کی آسانی پیدا کرنے اور اس پر مجھے قدرت عطا کر دینے کا سوال کرتا ہوں۔

اس میں یہ اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا عطا کرنا یہ اس کا فضل ہے کسی کا حق نہیں ہے اور اسی طرح اس کی نعمتوں میں کسی کا اس پر حق نہیں ہے اہل سنت کا یہی مذہب ہے۔(۴۰)

۱۰۔ قولہ ﷺ : فانک تقدر ولا اقدرو تعلم ولا اعلم و انت علام الغیوب

پس بے شک تو ہی قدرت رکھتا ہے اور میں تو قدرت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے اور میں اور میں نہیں جانتا اور آپ علام الغیوب ہیں۔

اس میں اشارہ ہے کہ علم و قدرت اکیلے اللہ ہی کے لیے ہے اور بندے کے لیے اس میں سے وہی کچھ ہے جو اللہ اس کے لیے آسان کر دے اور دعا کا جو مقام ہے وہ اسی کے لائق ہے جیسا کہ حدیث میں ہے۔ ان اللہ یحب المُلحّین فی الدعاء۔ (۴۱)

بیشک اللہ تعالیٰ دعا میں الحایعنی بار بار پڑھنے والوں کو پسند کرتا ہے۔

اس میں یہ اشارہ ہے کہ مومن پر واجب ہے کہ تمام امور کو اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹائے اور تمام قدرتوں اور طاقتوں سے برات کا اظہار کرنے اور کسی چھوٹے اور بڑے امر کا ارادہ کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ سے سوال کرے کہ وہ اس کو بہتر عمل پر آمادہ کرے اور برے عمل کو اس سے ہٹا دے اور ہر امر میں اللہ تعالیٰ کی طرف اپنی احتیاج کا اظہار کرے اور اپنی بندگی کا اظہار کرے اور سید المرسلین ﷺ کی سنت کی اتباہ سے برکت حاصل کرنے کا ارادہ کرتے ہوئے استخارہ کرے۔(۴۲)

۱۱۔ قولہ ﷺ : اللّٰھم ان کنت تعلم ان ھٰذا الامر : ان کنت تعلم: اگر تو جانتا ہے، یقیناً تو جانتا ہے۔

طیبی فرماتے ہیں کہ ان (اگر) کے ہوتے ہوئے اس جملے کے معنی یہ ہیں کہ اے اللہ بے شک تو جانتا ہے اور کلام کو شک کے محل میں اس لیے رکھا گیا ہے کہ خدا کی طرف تفویض اور اس معاملے میں اس کے علم کے ساتھ راضی رہنے کے معنی پیدا ہو سکیں۔ اس کو اہل بلاغت تجاہل عارفانہ کہتے ہیں اور شک کی آمیزش کلام میں یقین کے معنوں میں ہوتی ہے۔(۴۳)

یہاں شک خدا کے اصل علم کے بارے میں نہیں بلکہ انسان کے اپنے خیر و شر جاننے کے بارے میں ہے۔(۴۴)

ھٰذا الامر: اس معاملے میں۔ مراد یہ ہے کہ ھٰذا الامر کی جگہ زبان سے اس کام کا ذکر کرے مثلاً ھٰذا النکاح، ھٰذا البیع اور ھٰذا السفر وغیرہ کہے یا اپنے دل میں اس کام کا خیال لائے۔(۴۵)

۱۲۔ قولہ ﷺ : خیر لی فی دینی و معاشی و عاقبۃ امری۔ اوقال۔ فی عاجل امری و آجلہ

حافظ عسقلانیؒ فرماتے ہیں کہ یہاں راوی کو اس میں شک ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فی دینی و معاشی و عاقبۃ امری تینوں الفاظ کی جگہ فی عاجل امری و آجلہ فرمایا تھا یا صرف آخری دو لفظوں معاشی و عاقبۃ امری کی جگہ فی عاجل امری و آجلہ پڑھنے کے لیے ارشاد فرمایا۔ حدیث ابی سعید الخدریؓ اور حدیث ابن مسعودؓ میں عاقبۃ امری پر اکتفا کیا گیا ہے۔ اسی طرح ابو ایوب انصاریؓ اور حضرت ابو ہریرہؓ کی مرویات میں بھی اس نوعیت کا کوئی شک واقع نہیں ہوا۔(۴۶)

کرمانی فرماتے ہیں کہ چونکہ یقینی طور پر یہ معلوم نہیں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اس مقام پر کیا الفاظ ارشاد فرمائے تھے لہٰذا دعا مانگنے والے کو یہ دعا تین بار مانگ لینی بہتر ہو گی۔ پہلی دفعہ دینی وی معاشی و عاقبۃ امری کہنا چاہئے دوسری دفعہ فی عاجل امری و آجلی اور تیسری دفعہ دینی و عاجلی آجلی کہہ لینا چاہئے۔(۴۷)

یہاں دین کو مقدم کیا کیونکہ تمام امور میں یہی اہم ہے پس جب دین محفوظ ہو گا تو خیر حاصل ہو گی، لیکن جب دین مختل ہو گا ہو اسکے بعد کوئی خیر نہیں۔(۴۸)

۱۳۔ قولہ ﷺ : فاقدرہ لی، ویسرہ لی، ثم بارک لی فیہ

پس تو مقدر کر دے اسے میرے لیے اسکو آسان بنادے پھر میرے لیے اس میں برکت دے دے۔

اس حدیث میں قدر کا ذکر دو بار آیا ہے اور یہ عبارت ہے اس سے کہ جس کا فیصلہ اللہ نے کیا ہے اور جس امر کا حکم اللہ نے کیا ہے۔ اور یہ مصدر ہے قدر، یقدر، قدراً، قدر بھی اور قدر بھی (دال ساکن کے ساتھ) بھی اسی لفظ میں سے لیلۃ القدر کا لفظ ہے کہ جس کے اندر لوگوں کے ارزاق مقرر کئے جاتے ہیں اور فیصلہ کیا جاتا ہے اور اسی سے حدیث استخارہ ہے بعض کہتے ہیں اس کا معنی یسرہ لی یعنی میرے لیے اسے آسان کر دے ہے پس اسکے بعد آنے والا قول عطف تفسیری ہو گا۔ ثم بارک لی فیہ یعنی زیادہ کر تو اچھائی کو اور برکت کو جو تو میرے لیے مقدر کرے اور آسان کرے۔

۱۴۔ قولہ ﷺ: فاصرفہ عنی واصر فنی عنہ پس اسے (شر کو) تو پھیر دے مجھ سے اور تو پھیر دے مجھے اس (شر) سے۔

یعنی میرے اور اس (شر) کے درمیان میں دوری پیدا کر دے، مجھے اس کے کرنے کی طاقت نہ دے اور میرے لیے اس کے کرنے اور عملی جامہ پہنانے میں دشواری اور مشکل پیدا کر دے۔ واصرفنی عنہ اس میں قول فاصرفہ کی تاکید ہے کیونکہ انسان شر سے دور نہیں ہوتا جب تک کہ وہ خود اس شر سے دور نہ کر دیا جائے۔ یہ بھی درست ہے کہ فاصرفہ سے یہ مراد لی جائے کہ مجھے اس کے کرنے کی قدرت نہ دے اور اصرفنی عنہ سے مراد یہ ہو گی کہ میرے دل کو اس شر سے پھیر دے یہاں تک کہ دل بھی اس میں مشغول نہ رہے۔(۴۹)

قاضی شوکانی فرماتے ہیں کہ ان جملوں میں جس بات می بھلائی نہ ہو تو اس سے پھیر دینے کے تمام پہلوں کی کامل ترین طلب ہے۔ اس میں صرف برائی کو پھیر دینے کی درخواست نہیں کی گئی بلکہ اگر دل بھی اس کے حاصل کرنے کا آرزومند ہے تو اس کے دل کو کبھی اطمینان نصیب نہیں ہو سکے گا۔(۵۰) اس حدیث میں اہل سنت کی یہ دلیل ہے کہ شر بھی اللہ کی تقدیر میں سے ہے کیونکہ جب وہ خیر کی ایجاد پر قادر ہے تو اسکے پھیرنے پر بھی ضرور قادر ہے۔

۱۵۔ قولہ ﷺ : اللّٰهم خرلی و اخترلی۔ اے اللہ میرے لیے بھلائی کو چُن لے اور (اگر کرنا نہ کرنا دونوں خیر ہوں تو ان میں سے جو میرے حق مس بہتر ہو اس) بہتر بھلائی کو چُن لے۔

ملا طاہر پٹنی اس دعاء کی شرح میں لکھتے ہیں۔ ای اجعل امری خیراً والهمنی فعلہ و اختر لی اصلح (۵۱)

میرے کام کو خیر بنا دے، اس کا کرنا میرے دل میں ڈال دے اور جو سب سے اچھا ہو وہ میرے لیے چُن دے۔

جامع ترمذی کی کتاب الدعوات میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے حضور ﷺ کی یہ ایک مختصر سی دعائے استخارہ روایت کی ہے جس کی سند میں قدرے ضعف ضرور ہے کیونکہ ایک ضعیف راوی زنفل بن عبداللہ العرفی اسے تنہا روایت کرتا ہے۔(۵۳)

مصادر و مراجع

١)القرآن سورت یونس"آیت نمبر ١٢٨.

٢)بخاری،ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراھیم بردزبہ الجعفی البخاری امام الحدیث ٥٦ ٥٢ :

الجامع الصحیح"دارالکتب العربیہ مصر ١٩٧٧ء

٣) کتاب الھجد، باب ماجاء فی التطوع مثنی مثنی ص ٤٨، ج ٣

٤) کتاب التوحید، باب الدعاء عند الااستخارتہ ص ١٨٣، ج ١١

٥) کتاب التوحید، باب قول اللہ تعالیٰ (قل ھوالقادر) ص ٣٧٥، ج ١٣

٦)وابوداود فی الصلاتہ، باب الااستخارتہ ص ٥٦٨، ج ١

٧۔ وترمذی فی،الوتر، باب ماجاء فی صلاتہ الاستخارتہ ص ٥٠٦، ج ٢

٨۔ ونسانی فی ا لنکاح، باب کیف الاستخارتہ ص ٨٠، ج ٦

٩۔ وابن ماجہ فی الا قامتہ، باب صلاتہ الاستخارتہ ص ٤٤٠، ج ١

١٠۔ وامام احمد فی المسند ص ٣٤٤، ج ٣۔ وابن شیبہ ١٢٤، ج ٧

١١۔ وبغوی فی شرح النستہ ١٥٣، ج ٤ وابن عدی فی الکامل ص ٣٠٧، ج ٤

واب ابی حاتم فی الجرح والتعدیل ص ٢٩٥، ج ٥

١٢۔ حافظ حجر العسقلانی الشافعی شھاب الدین ابوالعباس احمد بن محمد بن ابی بکر

بن عبدالملک بن احمد الخطیب محمد بن حسین بن علی بن میمون ٨٥٢ھ

١٣۔ "فتح الباری شرح بخاری" السلفیہ، مصر س۔ن۔ ص ١٨٤، ج ١١

۱۴۔ والبیہقی۔امام نکراحمد بن حسین البیہقی:"الاسماءوالصفات"دارالکتاب العربی

لبنان۱۴۰۵ھ ص۲۰۱،ج۱۔

۱۵۔ والھشمی،حافظ نورالدین علی بن ابی بکر۸۰۷ھ: مجمع الزوائد منبع الفوائد"مصطفی

البابی،مصر س۔ن۲۸۰،ج۲ والطبرانی فی الکبیر ص۹۵،ج۱۰

۱۶۔ علامہ عینی امام بدرالدین عینی: "محمدتہ القاری"المنیریہ،مصر س۔ن ص۲۲۳،ج۷

وشوکانی،امام محمد بن علی شوکانی: نیل الاوطار شرح منتقی الخبار"دارالفکر

بیروت۱۴۱۴ھ ۸۸،ج۳

۱۷۔ حافظ ابن حجر عسقلانی ۸۵۲ھ:"لسان لامیزان"دارالکتب العلمیہ،بیروت۱۴۱۶ھ

ص۴۲۴،ج۳ وابن ابی حاتم فی جرح وتعدیل ص۱۹۴،ج۵

۱۸۔ وفتح الباری ص۲۸۴،ج۱۱۔ وعمدتہ القاری ص۲۲۳،ج۷ونیل الاوطار ص۸۸،ج۳

۱۹۔ الجرجانی،ابی احمد عنداللہ بن عدی: الکامل فی ضعفاءالرجال"دارالفکر، بروت س۔ن ص۷۴،ج۴

۲۰۔ واب حبام فی صحیح ابن حبان ص۱۲۳،ج۲والسان المیزان ص۱۶۰،ج۳وکرح وتعدیل ص۳۸۱،ج۴

۲۱۔ البیہقی،امام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی ص"السنن الکبری"الھند ۱۳۵۵ھ

ص۱۴۷،ج۷وابن خزیمہ فی صحیحہ ص۲۲۶،ج۲

۲۲۔ البیہقی فی الاسماءوالصفات ص۲۰۹،ج

۲۳۔۔ امام احمد فی مسندہ ص۱۶۸،ج۶ . وحاکم فی المستدرک ص۵۱۸،ج۱

وابویعلی فی مسندہ ص۶۰،ج۲ وابن حجر فتح الباری ص ۱۸۴.ج۱۱

والبغوی فی شرح السنتہ ص ۱۵۴، ج ۴ وعلامہ عینی فی عمدۃ القاری ص ۲۲۲، ج ۷

۲۴۔ جامع ترمذی فی الدعوات ص ۳۰۶، ج ۹ وابن عدی فی الکامل ص ۲۳۶، ج ۳

۲۵۔ امام محمد ی بن محمد بن سلیمان فاسی: جمع الفوائد "المکتبہ الاسلامیہ سمندری، پاکستان

س۔ن۔ ص ۲۰۱، ج ۱ وفتح الباری ص ۱۸۴، ج ۱۱

وعمدۃ القاری ص ۲۲۳، ج ۷ وامجمع الزائد ص ۲۸۰، ج ۲

۲۶۔ فتح الباری ص ۱۵۶، ج ۷ ۱۳ عمدۃ القاری ص ۲۳، ج ۱۱

۲۷۔ جامع ترمذی الدعوات ص ۵۸، ج ۱۰ وفتح الباری ص ۳۰۰، ج ۱۱

۲۸۔ وفتح الباری ص ۳۰۰، ج ۱۱

۲۹۔ ملا علی قاری حنفی ۱۰۱۴ھ "مرقاۃ المفاتیح شرح مشکوٰۃ المصابیح" دار الفکر، بیروت

۱۴۱۵ھ ص ۱۰۴، ج ۳ ونیل الاوطار ص ۸۸، ج ۳

واتحفتہ الاحوذی ص ۵۰۶، ج ۲ ۱۷۔ وفتح الباری ص ۱۸۵، ج ۷

۳۰۔ بخاری فی الاستذان، باب الاخذ بالید ص ۵۶، ج ۱۱

ومسلم فی الصلاتہ باب التشھد فی الصلاتہ ص ۹۹، ۴

۳۱۔ الطحاوی، امام ابی جعفر احمد بن محمد الطحاوی "شرح معانی الاثار "انوار المحمدیہ، القاھرہ

س۔ن۔ ص ۲۶۲، ج ۱

۳۲۔ ابن ابی جمرہ۔ امام العارف اب محمد عبداللہ بن ابی جمرۃ الازدی الندلسی: بھجتہ النفرس شرح مختصر صحیح بخاری "دار الجیل لبنان ۱۹۷۲ء ۸۷، ج

۲

۳۳۔ وفتح الباری ص ۱۸۴،ج ۱۱ وعمدۃ القاری ص ۲۲۳،ج ۷

۳۴۔ راغب اصفھانی، ابوالقاصم الحسنین بن محمد بن محمد المعروف بالراغب ۵۰۲ھ :

۳۵۔ فتح الباری ص ۱۵۳،ج ۱۱

۳۶۔ شرح الکرمانی ص ۱۶۹،ج ۲۲ وعمدۃ القاری ص ۱۱،ج ۲۳

۳۷۔ شیخ احمد عبد لرحمان البنا الساعاتی: "بلوغ الامانی شرح الفتح الربانی" دار الشھاب، قاھرہ

س۔ن۔ ص ۴۶،ج ۵

۳۸۔ بھجتہ النفوس ص ۲۰۶،ج ۲

ایضاص ۸۸،ج ۲

۳۹۔ مرقاتہ المفاتیح ص ۲۰۶،ج ۳

ایضاص ۲۰۶،ج ۳

۴۰۔ وفتح الباری ص ۲۹۶،ج ۳

۔ نیل الاوطار ص ۸۳،ج ۳

۴۱۔ شیخ ابوالحسین عبیداللہ مبارکپوری "مرعاتہ المفاتیح" نامی پریس لکھنو۔ دھلی ۱۳۷۸ء

۴۲۔ امام شھاب الدین قسطلانی "ارشاد الساری" الامیریہ بولاق، مصر س۔ن ص ۲۱،ج ۹

۴۳۔ وامام ابن العربی المالکی "عارضتہ الاحوذی شرح جامع الترامذی" دار االفکر بیروت ۱۴۱۵ھ

ص ۴۶۴،ج ۱ وکرمانی فی شرح البخاری ص ۲۱۰،ج ۵

۔ وعمدۃ القاری ص ۲۲۴،ج ۷

۴۴۔القران"سورتہ ھود آیت ۴۱

۴۵۔القران"سورتہ القصص آیت ۱۷

۴۶۔القران"سورتہ البقرہ آیت ۲۱۶ وفتح الباری ص ۱۸۶،ج ۱۱

۴۷۔مرقاتہ امفاتیح ص ۲۰۶،ج ۳ وکرمانی فی شرح البخاری ص ۲۱۰،ج ۵

۴۸۔شیخ جلیل احمد سھارنپوری"بذل المجھود فی حل ابی داؤد دار االفکر بیروت س۔ن ص ۲۹۶،ج ۷

۴۹۔العقیلی حافظ محمد بن عمرو العقیلی"الضعفاء الکبیر"دار االکتب العلمیہ بیروت س۔ن ص ۴۵۲،ج ۴

۵۰۔عمدتہ القاری ص ۲۲۵،ج ۷ ۵۱،مرقاتہ المفاتیح ص ۲۰۷،ج ۳